ہفت روزہ
المنبر
لائل پور
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
۳ جولائی ۱۹۶۸ء

... فتنے کا آغاز
... ہونا ضروری ہے

... میں برادری، قومیت اور سیاست ... کے ...
مرسلہ: ... سکتی ہے ... زندگی کے ...

برقِ کلیسا

از رشحات قلم سید اکبر حسین رضوی، المعروف اکبر الٰہ آبادی

جب سوڈان کے جہاد کے بعد مصر کو انگریزوں کے پنجے سے چھڑانے کی خاطر اعرابی پاشا نے مصر میں جہاد کا اعلان کیا۔ متحدہ پاک و ہند کی سرحدوں پر بھی جہاد کے فتوے صادر ہوئے۔ یورپ کے سیاست دانوں نے جہاد کو ہوا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ برصغیر کے مسلمانوں کا وہ طبقہ جو سرکار پرست تھا جہاد کے بارے میں عجیب و غریب توجیہات پیش کرتا تھا جن میں سے اکثر ضعیف ہوتی تھیں اور جن کو انگریزوں کے خود کاشتہ پودے کی بے فرخانہ ساز نبوت نے سرے سے ختم ہی کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔ مسلمان کے دل کو اس منسوخی جہاد کے حملوں سے ... بچانے ... اس دور کا شاعر اعظم اکبر الٰہ آبادی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کو جو "برقِ کلیسا" کے عنوان کی نظم سے سنئے: کیسے ان خرافات پر طنز کا میاب ... (ادارہ)

رات اس مس سے کلیسا میں ہوا میں دوچار ✦ ہائے وہ حسن، وہ شوخی، وہ نزاکت، وہ ابھار
زلفِ پیچاں میں وہ سج دھج کہ بلائیں بھی مرید ✦ قدِ رعنا میں وہ چم خم کہ قیامت بھی شہید
آنکھیں وہ فتنۂ دوراں کہ گنہگار کریں ✦ گال وہ صبحِ درخشاں کہ ملک پیار کریں
گرم تقریر جسے سننے کو شعلے لپکیں ✦ دلکش آواز کہ سن کر جسے بلبل چہکیں
دلکشی چال میں ایسی کہ ستارے رک جائیں ✦ سرکشی ناز میں ایسی کہ گورنر جھک جائیں
آتشِ حسن سے تقوے کو جلانے والی ✦ بجلیاں لطفِ تبسم سے گرانے والی
پہلوئے حسنِ بیاں شوخیٔ تقریر میں غرق ✦ ترکی و مصر و فلسطین کے حالات میں غرق
پس کیا لوٹ گیا دل میں سکت ہی نہ رہی ✦ سر سے تمکین گئی جی سے وہ گت ہی نہ رہی
ضبط کے عزم کا اس وقت اثر کچھ نہ ہوا ✦ یا حفیظ کا کیا ورد مگر کچھ نہ ہوا
عرض کی میں نے کہ اے گلشنِ فطرت کی بہار ✦ دولت و عزت و ایماں ترے قدموں پہ نثار
تو اگر عہدِ وفا باندھ کے میری ہو جائے ✦ ساری دنیا سے مرے قلب کو سیری ہو جائے
شوق کے جوش میں میں نے جو زباں یوں کھولی ✦ ناز و انداز سے تیوری وہ چڑھا کر بولی
غیر ممکن ہے مجھے انس مسلمانوں سے ✦ بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے
لن ترانی کی یہ لیتے ہیں نمازی بن کر ✦ حملے سرحد پہ کیا کرتے ہیں غازی بن کر
کوئی بنتا ہے جو مہدی تو بگڑ جاتے ہیں ✦ آگ میں کودتے ہیں توپ سے لڑ جاتے ہیں
گل کھلائے کوئی میدان میں تو اترا جائیں ✦ پائیں سامانِ اقامت تو قیامت ڈھائیں
مطمئن ہو کوئی کیونکر کہ یہ ہیں نیک نہاد ✦ ہے ہنوز ان کی رگوں میں اثرِ حکمِ جہاد
دشمنِ صبر کی نظروں میں لگاوٹ پائی ✦ کامیابی کی دلِ زار نے آہٹ پائی
عرض کی میں نے کہ اے لذتِ جاں راحتِ روح ✦ اب زمانے پہ نہیں ہے اثرِ آدم و نوح
شجرِ طور کا اس باغ میں پودا ہی نہیں ✦ گیسوئے حور کا اس دور میں سودا ہی نہیں
اب کہاں ذہن میں باقی ہیں براق و رفرف ✦ ٹکٹکی بندھ گئی ہے قوم کی انجن کی طرف
ہم میں باقی نہیں اب خالدِ جانباز کا رنگ ✦ دل پہ غالب ہے فقط حافظِ شیراز کا رنگ
یاں نہ وہ نعرۂ تکبیر نہ وہ جوشِ سپاہ ✦ سب کے سب آپ ہی پڑھتے ہیں سبحان اللہ
جوہرِ تیغِ مجاہد، ترے ابرو پہ نثار ✦ نورِ ایماں کا ترے آئینۂ رو پہ نثار
کند گئی صفوِ خاطر سے وہ جنبشِ بد و نیک ✦ دو دلے ہو رہے ہیں کہتے ہیں اللہ کو ایک
موجِ کوثر کی کہاں، لب ہے مرے باغ کے گرد ✦ میں تو تہذیب میں ہوں پیرِ مغاں کا شاگرد
مجھ پہ کچھ وجہِ عتاب آپ کو لے جان نہیں ✦ نام ہی نام ہے ورنہ میں مسلمان نہیں
جب کہا صاف یہ میں نے کہ جو ہو صاحبِ فہم ✦ تو نکالو دلِ نازک سے یہ شبہ اور یہ وہم

جانِ اسلام کو اک قصۂ ماضی سمجھو
ہنس کے بولی کہ تو پھر مجھ کو بھی راضی سمجھو

مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ

رپورٹنگ: خالد اشرف

قرآن — اور — تعمیر سیرت

مدینہ منورہ سے مختصر سفر! مولانا محمد شریف صاحب سابق پروفیسر مدینہ یونیورسٹی
لائل پور میں آپ

...درس قرآن مجید ہوتا رہا اور گاہے گاہے مختلف علماء کے خطابات بھی ہوتے رہیں۔ یہ خطاب بھی ۲۹ ربیع الاول کی شام کو مولانا محمد شریف صاحب سابق پروفیسر مدینہ یونیورسٹی نے قرآن اور تعمیر سیرت ... رپورٹنگ اسی وقت کی گئی تھی۔ اس لئے بعض جگہ تکرار بھی معلوم ہوگا۔ تقریر کی ان چند پہلوؤں کے لئے آپ کو ساتھ تصور کریں اور عمل قرآن میں جیسے محسوس کریں۔ — مرتب

خطبہ جمعہ

مسجد ... میں ارشاد فرمائیں

"قرآن اور ..."

سیرت صورت کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے ... دنیا و آخرت میں بھی انسان کی نجات سیرت پر ہی انحصار ہے۔ بلالؓ کی صورت کا بلال حبشی مؤذن رسولؐ ہے۔ عرب کا خوبصورت ابوجہل ابولہب بوجہ رسول بھی ہے۔ دنیا و آخرت دونوں میں ماندہ درگاہ ہے۔ بلال کی سیرت نے انہیں یہ مقام دیا کہ نبی مکرم صلعم سے آگے آگے چل رہے ہیں۔

اللہ کے ہاں بلندی کا معیار صورت کے لحاظ سے نہیں سیرت کے ... نظر سے شکل و صورت کی کوئی قیمت نہیں۔ وہاں کے پیمانے تو سیرت اور اعمال صالحہ کے لحاظ سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اگرچہ انعام خداوندی بھی ہے اللھم احسن خلقی کما احسنت خلقی۔ حسن صورت پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ صورت کی مثال ماں کی سی ہے کہ ماں انسان کی خلقت میں کوئی برائی نہیں پیدا کرتا ... جائے۔ ... سیرت میں ماں کوئی بلندی نہیں پیدا کرتا۔ اس کا استعمال ہی اسے بلند کرتا ہے۔ اس طرح صورت سیرت کے ساتھ ... توجہ ہے۔ صورت کی اصلاح میں جتنی ترقی آج کل کے تہذیب دور میں ہوئی اگر سیرت پر توجہ دی جائے تو مسلمان قوم آج سر بلند کر کے دنیا کے سامنے زندہ ہو کر پھر سکتی ہے۔ صورت کے حسن و جمال کے ساز و سامان سیرت کی پستی کی طرف لے جاتے ہیں۔ کاش یہ متاع دولت وہاں سیرت کی سربلندی و عظمت پر صرف کیا جاتا۔ نبی اکرم صلعم جب سیرت سازی فرما رہے تھے اس وقت صورت و لباس کی طرف اتنی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ صحابہ و خلفاء راشدین کی زندگی ... یہ مطلب ہے کہ انسان کی عظمت سیرت سے ہے صورت و لباس سے نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ کا امیر بنایا تو صورت کی بناء پر نہیں (عبس وتولی ان جاءہ الاعمی) سوار ابن قریش قمرپکا کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ آسمان کے فرشتوں میں جبکہ عبداللہ ابن مکتوم کے چرچے ہوتے ہیں۔

تعمیر سیرت

سیرت کے جلسوں میں عام طور پر نبی اکرمؐ کے چند واقعات بیان کرکے اسے سیرت کا نام دیدیا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ بھی سیرت کا ایک اہم حصہ ہے لیکن سیرت کا وہ حصہ جو حیات مبارکہ کا جوہر ہے اسے ہم نے نظر انداز کر دیا ہے۔ جب حضورؐ نے مال تجارت لے کر شام کا پہلا سفر کیا تو وہاں کے تاجروں نے آپؐ کی دیانت و امانت سے متاثر ہو کر عرب کے دوسرے تاجروں سے کہا کہ عرب کا مال ہم نبی اکرمؐ کے واسطہ سے لیں گے براہ راست نہیں اگر آپ ضمانت دیں کہ مال کی فروختگی میں دھوکہ و فریب نہیں ہوگا تو ہم عربوں کا مال خریدیں گے۔ اس واقعہ کے آئینہ میں ہم اپنی تجارتوں کا جائزہ لیں کہ ہماری مارکیٹوں میں دھوکہ، فریب، جھوٹ، غلط بیانی غرض کیا کچھ نہیں ہو رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار منڈی میں تشریف لے گئے گندم کا ڈھیر پڑا تھا آپ نے ہاتھ ڈال کر دیکھا کہ اندر سے گیلی ہے اور اوپر سے خشک ہے۔ من غشنا فلیس منا۔

ہمارے ہاں کھانڈ کے اندر کھاد کی بوریاں ملا کر فروخت کی گئیں۔ اخبارات چیخ اٹھے تحقیق کرنے والوں نے اصل حقیقت بتلائی لوگوں کی زندگیاں تلف ہو رہی تھیں۔ سیرت کی تعمیر سے لاپرواہی کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ اس چھینٹے پر بے شمار واقعات رونما ہوتے رہیں۔ یاد رکھئے کہ سیرت و کردار کی تعمیر قرآن و سنت سے ہی ہو سکتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا فرمان ہے کان خلقہ القرآن حضورؐ کا خلق قرآن تھا۔ قرآن کے اندر جو احکامات آپ کو ملیں گے وہ سب سیرت نبوی میں عملاً ملیں گے۔ اسی لئے حضورؐ کا خلق قرآن ہے۔ قرآن کے اندر جو احکامات آپ کو ملیں گے وہ سب سیرت نبوی میں عملاً ملیں گے اسی لئے حضور کو قرآن سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن پر ایمان کی تکمیل حضورؐ پر ایمان ہی سے ہو سکتی ہے اس لئے کہ حضور ہی قرآن کی عملی زندگی کا نمونہ ہیں حدیث و سیرت قرآن کا عملی پہلو ہیں۔

تعمیر سیرت مطالعہ قرآن مجید اور حضورؐ کی سیرت کی پیروی ہی ہے۔ حضور کی سیرت واقعہ معراج، پیدائش اور وفات کے مسائل ہی پر منحصر نہیں جنہوں کی سیرت لیں دیں۔ اخلاق و عادات، تبلیغ حق کے سلسلہ میں جنگ و جہاد اور مصائب پر مشتمل ہے۔ طائف کا واقعہ تبلیغ اسی سلسلہ میں شاہد ہے۔ زید بن حارثہ اور دوسرے صحابہ کا عمل ہی وصل سیرت ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حضورؐ کے لئے وقف کر دیا جبریل آتے ہیں کہ اے نبی اگر آپ فرمائیں تو طائف کو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ سیرت نبوی کا اہم ترین پہلو اشاعت توحید ہے جبریل امین اسی موقعہ پر آتے ہیں کہ اے نبی کوئی حاجت امداد ہو تو حکم فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں اگر کوئی حاجت ہوگی تو اپنے مولا سے مانگوں گا۔ آپ سے کیا مانگوں۔ ایمان ابراہیمی کی یاد تازہ کرنے والے اس واقعہ سے سیرت کی پختگی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سیرت افکار و اعمال کے مجموعہ کا نام ہے۔ تاریخ و واقعات کا نہیں۔ تعمیر سیرت کا پہلا قدم توحید خداوندی ہے۔ توحید اطاعت الٰہی کا پیغام دیتی ہے۔ مالک و آقا سے بے توجہی سیرت کی تعمیر میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب قحط سالی کے لئے نماز استسقاء کے لئے اپنی قوم کو لے کر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ چیونٹیوں کا ایک گروہ بازو پھیلائے دعا میں مشغول ہے۔ حضرت سلیمان اپنی قوم کو لے کر واپس آگئے کہ تم سے قبل ایک مخلوق اپنے رب سے بالطاف التجا کر رہی ہے اب ہمیں دعا کی ضرورت نہیں۔ انسان کی کتنی بدبختی ہے کہ وہ اپنے مالک و آقا اور رب کو چھوڑ کر اپنے سے کمتر کے آگے دست حاجات پھیلاتا ہے جبکہ ایک ادنیٰ سی مخلوق بھی اپنے رب کے حضور عاجزی کرتی ہے۔

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم

تعمیر سیرت کا دوسرا پہلو

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سیرت سازی کا دوسرا اہم پہلو ہے۔ نبی کی بعثت کا مقصد سیرت سازی ہے۔ تلاوت قرآن تعلیم و حکمت، تزکیہ نفس یہ سبھی سیرت سازی کے اسباب و عمل ہیں۔ نبی اکرم صلعم نے ایک گروہ ایسا برپا کیا جو سیرت کے معاملہ میں لائق مثال ہے۔

سیرت سازی کے سلسلہ میں آج ہمارے لئے بھی یہی راہ عمل ہے۔ اگر ہمیں زندگی میں کوئی ساعت اچھی گزارنی ہے تو اس نمونہ کو ہر ہر قدم پر اپنانا ہوگا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جامعہ مدینہ میں جلسہ

۲۲، ۲۳ جولائی کی درمیانی شب جمعیۃ الطلباء جامعہ مدینہ کے زیر اہتمام جامعہ مدینہ کریم پارک لاہور میں مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کی صدارت میں جلسہ سیرۃ الصحابہ منعقد ہوگا۔ جلسہ سے مولانا دوست محمد قریشی، مولانا عبدالرحمن صاحب، مولانا محمد اجمل صاحب، مولانا سید عبدالرحمن صاحب ہزاروی اور جناب سید امین گیلانی، مولانا حامد میاں مدظلہ خطاب فرمائیں گے۔

... پرنٹر پبلشر ...

ہفت روزہ
المنبر لائل پور
جلد — ۱۳
شمارہ — ۱۶
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
۱۹ جولائی ۱۹۶۸ء

لائل پور میں ایک نئے فتنے کا آغاز
جس کا سدباب فی الفور ہونا ضروری ہے

لائل پور بڑا خوش قسمت شہر ہے کہ یہاں کے چھ سات لاکھ مسلمانوں میں برادری، قومیت اور سیاست بلکہ کسی حد تک مذہبی اختلافات بھی حدود سے بہت کم تجاوز ہوتے ہیں۔ یوں بھی یہاں مرد بہری کی شکایت تو کی جاسکتی ہے اور مجلسی زندگی کے بھرپور نہ ہونے کا شکوہ تو ممکن ہے لیکن یہاں اس شکایت کے مواقع بہت کم پیدا ہوئے کہ سیاسی، معاشرتی اور معاشی اختلافات و تنازعات نے باہمی تصادم کی صورت اختیار کی ہو اور اس سے مجلسی زندگی بدنظمی کا شکار ہوئی ہو۔

خوش قسمتی کا یہ پہلو ہمیں کا مستحق تھا مگر بدقسمتی کے سائے ایک عرصے سے اس شہر و ضلع پر اس طرح دراز ہونے شروع ہوئے اور دراز سے درازتر ہوتے چلے گئے کہ چند برسوں سے اس ضلع کو بدقسمت ضلع کہنا ناگزیر ہو گیا ہے۔

جو لوگ ۱۹۴۷ء میں مشرقی پنجاب سے یہاں آئے وہ گواہ ہیں کہ گذشتہ دنوں تک اس شہر کی فضا مذہبی اعتبار سے انتہائی خوشگوار تھی۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ تک کے مابین تصادم تو کجا نزاع بھی کبھی رونما نہیں ہوا تھا۔ کم از کم اہلسنت کے تمام عناصر ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ باہمی تعلقات اخوت و محبت استوار تھے۔ ایک دوسرے سے تعاون کا رشتہ مستحکم تھا اور یہاں کی مساجد تقریباً سب کی مشترک مساجد تھیں۔ لیکن ایک شخص نے جو آج ہمارے مابین موجود نہیں ہیں یہاں اختلافی مسائل کو اچھالا، گلی گلی، کوچے کوچے اجتماعات منعقد کئے اور ایسا زہر اس شہر میں پھیلایا کہ تین چار برس ہی کے دوران حنفیت میں مشترک ہونے کے باوجود دیوبندی اور بریلوی کی تقسیم اشتعال کی حدود تک جا پہنچی اور جارحیت نے مذہب کا لبادہ اوڑھ کر اہل مذہب کی رسوائی کا سامان فراہم کیا۔

آج سے چھ سات برس قبل چند افراد کے پالے ہوئے ہوئے اس مذہبی عفریت نے خطرناک صورت اختیار کرلی تو بعض عقلمند ارباب نظم و نسق اور صلح جو اور ملت کا درد رکھنے والے علمائے کرام نے اس عفریت کو پابند کرنے کی کوشش شروع کی، خوش قسمتی سے اس عرصے کے بعد یہاں کے ذہین و فعال اور پاکستان و ملت اسلامیہ سے گہری عقیدت رکھنے والے مقامی حکام سید محمد قاسم رضوی (جو اس وقت یہاں کے ڈپٹی کمشنر تھے) خان محمد یوسف خٹک، ڈی آئی جی، شیخ محمد اکرم (جو یہاں پہلے بطور سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدہ پر فائز رہے) اور متعدد مجسٹریٹ صاحبان، ڈی ایس پی اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحبان نے مختلف شاخوں سے یہاں کی مذہبی فضا کو درست کرنے کی کوشش کی۔ مخلص علماء بالخصوص مولانا مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا محمد صدیق، مولانا عبدالقادر مرحوم اور بعض دوسرے حضرات نے جان توڑ کوششیں، مذہب کے نام پر شر و فساد کو روکنے کے لئے کیں۔ چنانچہ ان مشترک مساعی سے ایک مذہبی امور کمیٹی معرض وجود میں آئی اور اس نے تقریباً پانچ برس تک بہت سے اہم کام انجام دئیے اور چند افراد کے اٹھائے ہوئے فتنے کو "منافرانہ تصادم" بننے سے روکنے کی بھرپور جدوجہد کی — لیکن جہاں یہ کوششیں ہو رہی تھیں وہاں شرپسند عناصر سیاسی اور مذہبی دونوں محاذوں پر ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ بعض غلط کار اصحاب سیاست نے اپنے ذہن کو مذہبی دلیل بنا کر سیاست کے پردے میں چھپا کر مذہبی اشتعال انگیزی کے مواقع فراہم کئے اور انہوں نے فرقہ واریت کو ایسی جارحیت اختیار کرنے کیلئے فضا مہیا کی جو بالآخر اس المیہ پر منتج ہوئی کہ انہی کے فرقہ کے ایک ممتاز عالم دین انہی کے مجنون افراد کے ہاتھوں دن دہاڑے برسرعام قتل کر دئیے گئے۔

....

(یہاں ہم نے بعض اہم واقعات پر مشتمل اشارات کو حذف کر دیا ہے.......) — جب یہ مرحلہ بخیر گذر گیا تو مزید جارحیت کے لئے نئے میدان تلاش کئے جانے لگے، مذہبی محاذ نے تو اپنے پرانے طریق کار کے مطابق زیر تعمیر اور تعمیر شدہ مساجد اور کھلے پلاٹوں پر قبضہ۔ دائرہ اثر کے بڑے آدمیوں کا منہ چڑایا اور سیاسی محاذ نے دوسرے باد روں سے چند اہم دینی مراکز کو اپنا ہدف بنایا۔

مذہبی جنون کے اس سیاسی محاذ کی جارحیت ایک بڑی جامع مسجد کچہری بازار ہے جس پر اب تک کوئی زد نہیں پڑی تھی [illegible] نہ تو کسی [illegible] کے ساتھ مسجد کا اس جامع مسجد پر ان کمین گاہ سے کیا گیا ہے بظاہر [illegible]

سید محمد قاسم رضوی کی آمد آمد

المنبر اس باب میں بڑا محتاط ہے کہ وہ شخصیتوں بالعموم حکام کی جا و بے جا تعریف سے بھی گریزاں رہتا ہے مرحوم ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی بعض اوقات انتہائی جذبات کی صورت اختیار کرلیں تو بھی ان کا اظہار نا گزیر ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی معاملہ سید محمد قاسم رضوی کا ہے جو بہت عرصہ یہاں ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے تشریف رہے ہیں اور جن سے مذہبی امور میں اختلاف نہ ہو اور جماعت کے کام میں باہمی تعاون کا ذریعہ بنانا اور حکمت عملی اور صلاحیتوں سے ملاقات ہو گئی ہے۔ جو ان کی بہت سے ملاقات ہوئی، بہت سی عقیدت اور محبت سے اور اسلام اور پاکستان کی عظمت کے لئے ان کی مساعی کے باعث وہ سب سے زیادہ دلنشین رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کو منصب قائم رہا۔ گذشتہ چھ برسوں میں ایک مرتبہ ان کی یہاں آمد ہوئی اور دوسری مرتبہ ان سے ملاقات کی صورت ان کے محبت بھرے گھرانے کے علاوہ رابطے اور ملاقات کی کوئی صورت نہ پیدا ہو سکی۔

اب جبکہ ہمیں خبر ملی ہے کہ وہ عنقریب سرگودھا ڈویژن کے کمشنر کی حیثیت سے تشریف لا رہے ہیں تو اس کو بڑی مسرت حاصل ہوئی لیکن اس کے ساتھ یہ افسوس بھی طاری ہوا کہ وہ اب آئیں گے تو یہ دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوں گے کہ ان کے نازوں کے پالے شیطانی عناصر کی مجلس اصلاح معاشرہ نیم جان ہے اور عنقریب ایک مذہبی سرگرمی بعض ناقابل ذکر افراد کے ہاتھوں زندہ درگور ہو چکی ہے۔

بہر حال ہم ان سطور کے ذریعہ محترم سید محمد قاسم رضوی کی آمد پر دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے توقع رکھتے ہیں کہ وہ پھر سے یہاں پاکستان اور اسلام کی عظمت کے پرچم کو بلند کرنے کی جانب اپنی دلچسپی میں لگے رہیں گے اور عوام کے جو مسائل اس ڈویژن میں پریشان کن ہیں انہیں حل کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں اور عملی کوشش کو بروئے کار لائیں گے اور عوام و حکام کے باہمی تعاون کی اس روایت کو تازہ کریں گے جس کی بدولت یہ شہر اور ضلع لائل پور ہی مثالی شہر بن کر رہ گیا تھا۔

ہم تہ دل سے آپ کی آمد پر اظہار مسرت کرتے ہیں اور مسبب الاسباب سے بعجز و الحاح دعا کرتے ہیں کہ جو ہمیشہ آپ کی راہنمائی فرمائیں، آپ کے راستے کی مشکلات کو دور فرمائیں اور آپ کو ایسے رفقاء کا تعاون میسر فرمائیں جو دنیا و آخرت دونوں میں بہترین ساتھی ثابت ہوں اور آپ کے ذمہ فرائض کی انجام دہی میں قابل اعتماد معاون ہوں۔

آمین بجاہ سید المرسلین
وصل وسلم علی حبیبک رسولک
خاتم النبیین محمد و آلہ
واصحابہ اجمعین

★

آنا پتہ نہیں چل رہا......

اس وقت ہمارے سامنے ایک پوسٹر ہے جو اصطلاحاً ملاوہ چھوٹا سا اشتہار ہے۔ نہ اس پر کسی مشتہر کا نام ہے اور نہ ہی اس پریس کا نام جس میں یہ اشتہار چھپا ہے۔

اس اشتہار میں کیا کچھ کہا گیا ہے وہ اس میں کئے گئے سوالات کے جوابات کیا ہیں اسے تو ہم دوسری صحبت پر اٹھا رکھتے ہیں اس وقت سب سے پہلا سوال تو ہم ڈسٹرکٹ پولیس کی توجہ سی آئی ڈی جو کسی پولیس اور بالخصوص یہاں کے ... سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ اس مشتہر کے بالمقابل تمام اہم لوگ ... یہ اشتہار کھلے جلسوں میں سربازار تقسیم کیا جا رہا ہے، ہاتھوں ہاتھ اونچی سوسائٹی میں پہنچایا جا رہا ہے۔ اس کی اشاعت اس انداز سے ہوئی گویا مشتہر نے پاکستان کے قانون نشر و اشاعت کو پاؤں تلے روندنا اور حکام ضلع و سی آئی ڈی کو چیلنج کیا کہ میں قانون طباعت کی دھجیاں فضا میں بکھیر رہا ہوں، کوئی میرا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اس چیلنج کا جواب ابھی تک کسی گوشے سے نہیں دیا گیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ ہم بصد عجز اس کا جواب طلب کرتے ہیں!

دوسرا عنوان اس گزارش کا یہ ہے کہ یہ اشتہار کس نے شائع کیا؟ ہمارا تجزیہ حسب ذیل ہے۔

اس پوسٹر کے حسب ذیل جملے ملاحظہ کیجئے۔

عنوان ہے — "نام نہاد مفتی شہر سے چند سوالات"

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب کے بارے میں حسب ذیل الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

"علمی کم مایگی" "کانگرسی مزاج" "فرقہ واریت کے مرتکب" "ان کا طرز عمل مشکوک" "اور قابل اعتراض" "فرض منصبی کو ادا نہیں کرتے" "ان کی ملکی وفاداری مشکوک" وغیرہ

یہ الفاظ مفتی صاحب کے بارے میں ممکن ہے ان سے عناد رکھنے والا ان کا کوئی ہم مشرب بھی بحالت جنون کہہ سکے لیکن اس پوسٹر کے مشتہر نے روایتی چور کی طرح "میں ادھر اور کتوالی دوسری جانب" کہہ کر اسی کے مصداق اپنے آپ کو بے نقاب کر دیا۔ انہوں نے لکھا ہے۔

"فتویٰ حاصل کرنے والے عوام آپ کی بے رخی اور غرور نفس سے بہت پریشان ہیں۔ آپ فتویٰ نویسی سے گریز اپنی کم علمی کو چھپانے کے لئے تو نہیں؟ یا وہ مسئلہ بہشتی زیور میں حل کرکے خود عوام کو وضاحت کیا جاتا ہے۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مشتہر اس خاندان کا ایک فرد ہے جس کے زبان دراز واعظوں کی سب سے بڑی خدمت اسے قرار دے رہے ہیں کہ اکابرین دیوبند کو گالیاں دی جائیں اور عوام و خواص کو ان سے بیزار کیا جائے — اسی ذہن نے یہاں بے موقعہ بہشتی زیور پر طنز کیا اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی ذات پر طعن کیا۔

مشتہر لکھتے ہیں:۔

ان کا کانگرسی مزاج فرقہ واریت کا پردہ فاش ہے کہ کانگرسی مزاج مفتی زین العابدین صاحب کا ہے یا نہیں اس کا تعلق ہماری معلومات کی دوسری قسط سے ہے۔ اگر مشتہر کسی زمانہ میں کانگرس کی جاسوسی سے انگریز بہادر کو خوش کرنے کا مشغلہ اختیار کئے رہتے ہوں تو ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں کہ اپنے سے اختلاف رکھنے والے ہر شخص کو وہ کانگرسی کہہ کر تعبیر کریں لیکن یہ جو انہوں نے مولانا مفتی زین العابدین صاحب کو "فرقہ واریت کا پرچارک" کہا تو اس سے انہوں نے اپنے مذہبی رخ کو پھر واضح کر دیا۔ مولانا مفتی زین العابدین صاحب فرقہ وارانہ الجھنوں سے کس قدر بلند و بالا ہیں، اسے تو یہاں کے لاکھوں نہیں پاکستان اور ممالک عرب و افریقہ کے کروڑوں مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں — البتہ چونکہ اس مشتہر کا رشتہ اس مذہبی عصبیت سے ہے جو مسلمانوں کی تکفیر کے مرتکب ہونے کے باوجود دوسروں پر فرقہ واریت کا الزام عائد کرتا ہے اس لئے اس نے غیر شعوری طور پر یہاں دوسری مرتبہ اپنے سیاسی اور مذہبی مسلک کو متعین کر دیا۔

اس طرح مشتہر نے "تبلیغی جماعت" کے کارکنوں کو جس انداز سے پیش کیا ہے اور جس طرح اس دینی جماعت پر طنز کیا ہے اس سے بھی مشتہر کے فقہی اور اعتقادی مسلک کی نشاندہی ہوتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ وہ شعلہ جو مشتہر کے سینے میں مشتعل ہے وہ مذہبی اختلاف کا ہے اور وہ جرأت نہ ہونے کے باعث اسے "عوام شہر" کا مسئلہ بنا رہے ہیں۔

مشتہر نے مفتی صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ چونکہ وہ اندرون و بیرون ملک ہوائی جہاز پر سفر کرتے ہیں اس لئے آپ کی ملکی وفاداری "مشکوک" ہو رہی ہے — اس سے ہمارے اس موقف کی شہادت فراہم ہوتی ہے کہ نقاب پوش مشتہر اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو غیر جماعتی تبلیغی حضرات کے خلاف ملک بھر میں اشتعال انگیزی میں مصروف ہے۔ لیکن اس مشتہر کا اصل مقام یہ ہے کہ وہ اپنے مذہبی گروہ کے سیاسی محاذ کا کارکن ہے۔ اس لئے وہ عقائد و نظریات پر بحث کے بجائے سیاسی زبان اختیار کر رہا ہے اور اپنے ذہن کے ڈانڈے مفتی صاحب کی "ملکی وفاداری کے مشکوک" ہونے سے یا دوسرا الزام سے ملا رہا ہے۔

ہم عرض کریں گے کہ اگر ملک سے وفاداری اس بات کا نام ہے کہ اس خداداد مملکت کی ہر چیز، یہاں کی سیاست، یہاں کی جائدادوں، یہاں کے حکام سے جائز و ناجائز مراعات اپنے سپرد امانتوں کو ہڑپ کرنے کے طرز عمل کو مقصد زندگی بنا لیا جائے تو ہمارا خیال ہے کہ جب سی آئی ڈی اور پولیس کی ادائیگی فرض سے جناب مشتہر قانون شکنی کے الزام میں ماخوذ کٹہرے میں کھڑے ہوں گے تو ان کی ذات شریف کو "ملک سے وفاداری" کے عنوان سے پرکھ لیا جائے گا۔ یہاں ہمیں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ مفتی صاحب پر اس الزام سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جناب مشتہر سیاسی آدمی بھی ہیں اور مفتی صاحب سے انہیں کد اس انداز کی ہے جو انداز مذہبی بیزاری یا مذہبی جارحیت کی غماز ہے۔

مشتہر نے کس طرح اپنے مذہبی ذہن کو آشکار کیا۔ کس قدر پست اخلاق اور پست سیرت کا حامل ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کیجئے۔

(۱) اس نے پوسٹر "اہالیان شہر" کے نام پر شائع کیا ہے۔ گویا یہ حضرت سارے شہر کے مسلمانوں کے نمائندے ہیں مانا کہ وہ اس جعلی نمائندگی کی بناء پر عزت و شہرت اور اقتدار و اعزاز کی بھیک مانگنے میں کامیاب ہو سکیں لیکن یہ معاملہ چند سرکاری افسروں کی خوشامد ہی کا نہیں، دھوکہ دینے کا سا نہیں، اس کا تعلق تو لاکھوں انسانوں سے ہے۔ جو ہر غلط کار کے ماضی و حال سے براہ راست آگاہ ہوتے ہیں — لیکن یہاں زیر بحث یہ عنوان ہے نہیں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ ان حضرت نے "اہالیان شہر" کا نقاب اوڑھنا کیوں ضروری سمجھا! اگر وہ اتنی بھی اخلاقی جرأت نہیں رکھتے کہ کھل کر سامنے آئیں تو انہیں اپنے پرانے دھندے میں لگے رہنا چاہئے تھا کہ ان کا جاسوسی اور سازش کا راستہ الگ ہے اور پبلک میں آنے کی راہ دوسری ہے۔

(۲) مشتہر نے اپنے اخلاقی مقام کو اس سے متعین کیا ہے کہ اس نے مولانا مفتی زین العابدین صاحب کو "نام نہاد مفتی" سے تعبیر کیا ہے — یہ ایک لطیفہ کا تماشا بہ خوبی ہے کہتے چلے آتے ہیں، ایک مذہبی گروہ اپنی کوتاہی قامت کو "القاب" سے پورا کرنے میں مصروف ہے۔ انگریزوں کے حضور سجدہ ریزی کی، حریت پسندی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں مصروف راہنماؤں کی جاسوسی اور شہدا پر حملہ کرنے والی انگریزی فوج میں بھرتی ہونے والے مسلمان فوجیوں کے لئے دعا و حفاظت بھیجنے والے حضرات کو "مجاہد حریت" عربی کی معمولی شدبد رکھنے والوں کو "شیخ الحدیث" دعا و تعویذ کے بیوپاریوں کو "شیخ الطریقت" اور منشی... کے امتحان میں سند فضیلت حاصل کرنے والوں کو "مفتی اکبر" کے خطابات دیئے جاتے رہے — معلوم ہوتا ہے کہ اس کارخانے سے تو بات نہیں بن سکی، اب ان حضرات کو جنہیں جید ترین اہل علم بھی مسند افتاء پر فائز تسلیم کیا جاتا ہے انہیں بازاروں میں دال منگ بیچنے اور فٹ پاتھ پر جوتے گانٹھنے والے حضرات "نام نہاد مفتی" سے تعبیر کر رہے ہیں..... ہم عرض کریں گے کہ اس میں بھی ان حضرات کو ناکامی ہوگی اور اس کا حاصل اس کے سوا کچھ بھی برآمد نہیں ہوگا کہ ان کے غلط طرز عمل سے مذہب سے منسوب دو گروہوں میں آویزش بڑھے گی اور وہ فضا ایک عرصے کے لئے ختم ہو جائے گی جس میں مذہبی اختلاف رکھنے کے باوجود اسلامی فرقے ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے کو معمول بنا کرتے ہیں اور جس کی ضرورت و اہمیت ہر ذی شعور انسان پر واضح ہے

مشتہر کے خدوخال کو ان کے اپنے الفاظ و حروف میں واضح کرنے اور ان کے اخلاقی زاویوں کی نشاندہی کے بعد ہم چاہیں گے کہ ان سوالات کے جوابات بھی دیں، جو مشتہر نے مفتی صاحب سے کئے ہیں..... لیکن اس سے پہلے ہم پھر ایک بار مقامی پولیس سی آئی ڈی اور انتظامیہ کے دوسرے شعبوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس صریح قانون شکنی کا احتساب کریں —

یہ بات بارہا ہمارے مشاہدے میں آئی ہے کہ کسی انتہائی مفید پمفلٹ اور پوسٹر پر اگر بھول چوک سے کبھی پرنٹر پبلشر یا پریس کا نام نہیں چھپ سکا تو سی آئی ڈی نے چند گھنٹوں میں پرنٹر پبلشر اور پریس کا نام معلوم کر لیا اور پھر مہینوں بلکہ بعض اوقات برسوں اس معمولی فروگذاشت پر متعلقہ افراد کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا — لیکن معاملہ سنگین بھی ہے اور پریشان کن بھی، سنگین تو اس لئے کہ ایک ایسی

(باقی ص ۹ کالم ۲ پر)

وحدتِ اُمّت کیسے ہو؟

(شمس تبریز خاں)

انسانیت کے اس پُر آشوب عہد میں جب کہ دو نسلی قریبی آدمیوں کے درمیان بھی اتحاد نہیں رہتا ہے اور اسلامی [illegible] ہوتی، بلکہ خونی رشتے بھی اس [illegible] کو [illegible] اتحاد کا خواب [illegible] کر نہیں۔

لیکن نفسی [illegible] کا بڑی حد تک [illegible] سا نقشہ ہمارے سامنے ہے جس کی تصویر قرآن نے کھینچی ہے ـــ

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ ـــ

(ہر انسان پشیمان اپنی بیوی اور بچوں سے بچ کر اپنے حال پر [illegible] کرے گا اور ایک دوسرے سے غافل ہوگا ـــ)

ہونا تو یہ تھا کہ ایک خلیفۃ المسلمین کے ماتحت سارا عالم اسلام ہوتا اور لواء محمدؐ کے نیچے سارے مسلمان جمع ہوتے، ہند و عرب، مصر و شام، شہر اسلام کے [illegible] ہوتے، تمام عالم اسلام ایک دوسرے کے دکھ درد کا شریک ہوتا! PANISLAMISM

مگر یہ [illegible] مستشرقین کا خواب نہیں تھا بلکہ وہ اسلامی نظام کا مستقل دستور ہے ـــ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان زندگی کے جس مرحلہ اور تاریخ کے جس فاصلہ پر بھی کامیاب ہوئے ہیں وہاں اپنی اجتماعیت، اپنی [illegible] قوت اور اسلامی تنظیم کے روحانی جذبے ہی سے کامیاب ہوئے ہیں اور جہاں بھی مسلمانوں نے نصرت و ظفر اور فتح و تسخیر کا علم لہرایا ہے وہاں یداللہ علی الجماعۃ [illegible] اتحاد و [illegible] کے ساتھ رہی ہے۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ نے "[illegible]" میں لکھا ہے کہ ـــ مسلمانوں کا اجتماع رحمت الٰہی کا [illegible] اور ملاء اعلیٰ کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔

اس کے پیش نظر یہ خیال آتا ہے کہ اگر مسلمانوں کے ظاہری اجتماع کا یہ اثر ہو اور اس کی ایسی تاثیر ہے تو مسلمانوں کے حقیقی اتحاد کا کتنا عظیم الشان اثر ان کے معاشرے، ان کے ملک اور پوری دنیا کی انسانیت پر پڑ کر رہے گا، جب وہ متحد ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے [illegible] ہو جائیں گے؟

[illegible] کے غیر ممکن اور غیر [illegible] خیال [illegible] کی طرح ہم مسلمانوں سے [illegible] یہ مشورہ نہیں دے سکتے کہ وہ اپنی مختلف تحریکیں، انجمنیں، ادارے اور مکاتب فکر اور دبستانِ خیال کو چھوڑ کر ایک عوامی پارٹی بنا لیں، ایسا غیر فطری اور جبری اتحاد کسی معاشرہ کے لئے مبارک اور خوش آئند نہیں ہو سکتا، اختلاف ذوق، تنوع فکر اور ذہن کی رنگا رنگی ہی سے ایک ترقی پذیر معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

ہاں ایسا ہونا چاہئے کہ ہم اپنے ذاتی اور اجتماعی پروگرام اور ایک مختصر [illegible] پر متفق ہوں، اس سے ایک عظیم فائدہ یہ ہوگا کہ ایک نقطہ اتحاد اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی وجہ سے آپس کے بھی اور چھوٹے موٹے اختلافات سب اس اتحاد میں گم ہوتے چلے جائیں گے، جب وحدت، توحید اور اسلامی وحدت کا عظیم کام ہمارے سامنے آئیگا تو ناگزیر ہوگا کہ ہم اپنی ذاتی دلچسپیاں، اپنے مشاغل، پرائیویٹ معاملات اور جماعتی مصالح کو اس پر قربان کرتے رہیں اور اللہ و رسول سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں۔

ور تو گر فنا شوم چہ باک
غرض اندر میان سلامت اوست

ہم جیسی اور جتنی بھی قربانیاں دیں گے اگر اس پر اجر و ثواب کا احساس اور ذات رسالت مآبؐ کے حضور میں سرخروئی کا خیال رہے گا تو وہ قربانیاں زیادہ [illegible] معلوم ہوں گی اس لئے کہ روشن مستقبل کی جھلکیاں تلخ ماضی کے دھندلکوں کو محو کر دیتی ہیں اور [illegible] شکستوں میں بھی فتح کی لذت پیدا کر دیتا ہے۔

مقصد کا اتحاد اور منزل کی یکسوئی ہو تو راستے کے بہت سے اختلافات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں، سفر میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر یورپ سے ایشیا کو پرواز کرتے ہوئے کسی ایشیائی آدمی کو کوئی ایشیائی رفیق سفر مل جائے تو وہ کتنا خوش ہوتا ہے اور پھر کس مزے سے راستہ کٹتا ہے اور وقت ہنستے کھیلتے گزر جاتا ہے اور اگر دونوں کا ملک بھی ایک ہو تو اتحاد اور بڑھ جاتا ہے اور کہیں ہم وطن نکلے تو پھر تو پوری بے تکلفی شروع ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی ہم مذاق و ہم پیشہ دوست مل جائے تو سفر کا تکان اور اس کا خیال ہی ختم ہو جاتا ہے اور سفر حضر بن جاتا ہے۔ یہی نقشہ مقصد کے مسافروں کا بھی ہوتا ہے کہ مقصد و منزل کے مسافر اگر بے حس، خود غرض، بے [illegible] نہ ہوں گے تو وہ ایک دوسرے سے پورا تعاون کریں گے۔ مقصد کا انہماک ہر چیز کو بھلا دیتا ہے، اگر آپ میں انہماک نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو آپ کا مقصد عظیم نہیں یا پھر آپ کو اپنی غفلت و غلطی سے مقصد کا [illegible] نہیں، اللہ پاک کے نزدیک اسلام بھی ایک [illegible] عظیم [illegible] مسلمانوں کو جامع پروگرام اور [illegible] آئیڈیل بہت [illegible] اگر خاص [illegible] ہی انہماک و مشغولیت نہیں تو ہر کام [illegible] سبب ہوگا کہ ذاتی مفاد [illegible] صالح گروہ [illegible] گروہ بندی یا [illegible] دنیا پرستی اور [illegible] آپ کے ضمیر کو مردہ کر دیا ہے۔

دنیا میں دو ہی بڑے معیار ہیں، خیر و [illegible] دوسرا دنیا پرستی و خود غرضی۔ بحیثیت مسلمان کے ہماری کامیابی کا کوئی دوسرا معیار ہو ہی نہیں سکتا، احتساب نفس کے سب سے آسان طریقے جو ہو سکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ ہم خدا کے حضور اپنے آپ کو حاضر تصور کر کے اپنی ذاتی و جماعتی مشغولیتوں کا جائزہ لیتے رہیں، وحدت اسلامی [illegible] میں مسلمانوں کے نفع و نقصان کا معیار یہی ہے یعنی جس حد تک دعوتی کام ہو [illegible] مسلمانوں میں [illegible] اور جب اور جس حد تک اس میں [illegible] خود غرضی ہوگی ہم [illegible] کی وادیوں میں [illegible] رہے۔

ـــ [illegible] تو یہ ہے مسلماں کے تنزل کا سبب
ترک پابندیِ اسلام ہے اسلام نہیں
(شبلی)

اجتماعی حوادث میں ہم بہت سے اختلافات بھول جاتے ہیں، آگ لگ جائے یا سیلاب آجائے یا دشمنوں کا حملہ ہو جائے تو اس وقت ساری خود غرضیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

تعجب ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر اس وقت جبکہ حوادث کا ہجوم ہے، ہم کیسے ذاتیات میں الجھے اور لغویات میں کھوئے ہوئے ہیں [illegible] ہر غم خوار کا یہی احساس ہے کہ ہر طرح کی قربانیوں اور خصوصاً اختلافات کی قربانیوں کا یہی آخری اور قطعی فیصلہ کن وقت ہے جبکہ امتِ مسلمہ کا مستقبل متعین کیا جا رہا ہے۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہماری امت بالکل اس ترکستانی راہ پر چل رہی ہے جہاں سے کعبۂ مقصود دور تر ہوتا جاتا ہے، ہمارے اختلافات کا کچھ وہی حال ہے جو [illegible] مناظروں کا تھا اور جو مسلمانوں کے [illegible] اسپین کے وقت میں تھا کہ وہ [illegible] کے وقت بھی اس میں الجھے ہوئے تھے کہ حضرت عیسیٰ پیغمبر [illegible] مقصد اتحاد نہیں ہوتا تو اس قسم کے شرمناک اور عبرت انگیز [illegible] آمادہ اور [illegible] قوم [illegible] کرتی ہے ـــ قرآن کا [illegible] اور [illegible] کا یہ حال تھا کہ ایک کتاب [illegible] سواد اور نقطہ اتحاد کی طرف بلایا گیا۔ [illegible] ہماری اختلافات [illegible] اور نفاق و شقاق [illegible] کا یہ عالم [illegible] خود کلمہ اتحاد کو موجب اختلاف اور سبب افتراق بنا رہے ہیں، جو رشتہ وصل شیرازۂ امت کو یکجا کرنے کے لئے آیا تھا ہم نے اسی کے ٹکڑے کر دیئے ـــ قرآن رنگ و نسل، ملک و قوم کی حدبندیاں توڑنے

(باقی [illegible] پر)

[illegible] کے خیالات [illegible] صاحب مقالہ [illegible] مسلمانوں [illegible] (ادارہ)

بے خدا تہذیب کیا رنگ لانے والی ہے؟

ہم وطنوں سے ایک سوال

مسعود جاوید ہمدانی

میرے یقین ہے پاکستانی معاشرہ کے ہر فرد کان یہ سن کر ششدر رہ جائیں گے کہ آج جدت کے دلدادہ ہمارے بعض ہم وطن جس تہذیب کی تقلید کو ترقی کا معیار قرار دے کر دیوانہ وار اپنی روایات کو چھوڑ رہے ہیں۔ وہ تہذیب انسانیت کو حیوانیت کی طرف لے جا رہی ہے۔ صنعتی ترقی نے مادیت کو انسانوں پر کچھ یوں غالب کر دیا کہ زندگی محض مصنوعی ہو کر رہ گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فطری اور غیر فطری کی تمیز بھی جاتی رہی اور انسان حیوان سے بدتر ہو گیا۔ مغربی معاشرہ جسے آج ہم نے تمام تر ترقی کا مظہر تسلیم کر لیا اپنے اندر ایسے زہریلے مواد مخفی رکھتا ہے جو انسانیت کو موت سے ہمکنار کرنے والے ہیں۔

انسان نے انسان کو پابند کرنے اور جھوٹا وقار اور اقتدار قائم کرنے کے لئے کیا کیا مکر و فریب نہ کئے۔ اس نے انسانیت اور فطرت کے نام پر کون کون سی غیر انسانی اور غیر فطری باتیں نہ کیں۔ آج مادیت کے پیشوا فلسفے نے قیاس کی بنیاد پر استدلال کر کے انسان کی ابتدائی زندگی کو حیوانیت کا مظہر قرار دیا اور اس کے تمام ترجیحوں کو غیر فطری قرار دے کر بعض غیر فطری باتوں کو آج کے دور کے لئے جائز ٹھہرا لیا۔ کوئی اسے ترقی تصور کرے یا تنزل؛ مرد اور عورتیں محض اس لئے ننگا رہنا پسند کریں کہ قیاس نے کہا کبھی انسان ننگے رہتے تھے اور پھر علم کے اس زعم میں انسان ایسے غیر فطری افعال بھی زیر عمل لے آیا جو صدیوں پہلے اس کی تباہی کا موجب بنے اور جن کا ثبوت قیاس یا مفروضہ انسانی تاریخ نہیں بلکہ رشد و ہدایت کا سرچشمہ آسمانی کتابیں ہیں۔ اور پھر کیا تاریخ ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ "تہذیب" کی دلدادہ قومیں اپنی تمام تر ترقی کے باوجود کمزور جوگیوں اور صحرا نشینوں اور کوہ نوردوں "بیابانوں" اقوام کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچیں۔ ہم لوگ کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے لیکن نہیں جانتے کہ قدیم برائیاں پھر سے اپنا … کے بعد ہمارا حشر وہی ہو گا جو قدیم اقوام کا ہوا تھا۔

گذشتہ دنوں خبر آئی تھی کہ برطانیہ کی حکمران مجلس نے ہم جنس پرستی کو … اور غیر فطری فعل قانوناً جائز قرار دے دیا … میں بھی انسان … خود سری اور خود پسندی … شامل ہے۔

استدلال کی نزاکت سے آشنا
برطانوی زعماء نے منطق سے
اس فعل کو وجہ جواز بنا لیا

کہ جو فعل غیر قانونی ہونے کے باوجود سرزد ہو جائے کیوں نہ اسے قانونی تحفظ دے دیا جائے تاکہ قانون کی سربلندی مجروح نہ ہو۔

اس قانون کی سربلندی کے لئے انسان کو بلاشبہ بے شمار تحفظات دینے پڑیں گے جو قانون فطرت سے میل نہیں کھاتا کیونکہ قانون فطرت انسان کی اجتماعی بہبود اور امن کا ضامن ہے اور اس کا بنیادی نکتہ حرمت اور فطرت کی سربلندی ہے نہ کہ انسانوں کے خود ساختہ قوانین کی طرح محض الفاظ کی ترکیب پر مبنی اصول و ضوابط کی سربلندی۔ کچھ ماہ قبل خبر آئی تھی کہ ہالینڈ میں دو نوجوان لڑکوں نے ہم جنسی کو حاصل قانونی تحفظات سے آشنا ہو کر باہم شادی رچائی۔ رسوم … ایک گرجا میں ادا کی گئیں جس میں مذہبی رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ اس افسوسناک حرکت سے … اپنے تئیں بندھن کو غیر فطری قرار دیتے ہوئے نفرت کا شائبہ تک محسوس نہ کیا اور جدید تہذیب کے معماروں نے بھی اس کا نوٹس نہ لیا۔ ان کی نظر میں ترقی کا مطلب جدت اور جدت کا مفہوم قدامت کا خاتمہ ہے خواہ اس قدامت کا تعلق مذہب سے ہو یا انسانی حرمت سے۔ اسی لئے وہ کسی شے سے غیر فطری عمل پر بھی ندامت محسوس نہیں کرتے۔ مغربی ملکوں میں زندگی کے ہر شعبے میں [illegible] جس کا مقصد ستر پوشی نہیں بلکہ صرف اور صرف زیب تن اور دوسروں کے لئے کشش پیدا کرنا ہے۔ قمار بازی اور شراب نوشی اب ان ملکوں میں برائی نہیں رہی بلکہ ساقی گری یا نعرہ بازی مجلسی آداب میں آتی ہے۔ مخلوط تعلیم اور کاروباری اداروں یا سرکاری محکموں میں خواتین کی آمد نے آزادی کی نئی نئی راہیں دکھائی ہیں۔ گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ جیسی اصطلاحیں ان ملکوں میں بڑی مقبول ہیں اور والدین بچوں کے مخلوط روابط اور رسم و راہ کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ ان ملکوں میں آپ کو ساحل سمندر پر نہانے کے تالابوں میں اور عام تفریح گاہوں میں اکثر ایسے نوجوان جوڑے ملیں گے جن کے باہمی روابط اور تعلقات کو قانون نے تسلیم نہیں کیا ہوتا۔ اس کے باوجود ان کی حرکات قانون کی زد میں نہیں آتیں۔ مغربی معاشرہ … کس طبقے کے ضمیر کو جھنجھوڑتی ہیں اور اب تو وہاں ایسے جنسی اور جنونی بھی سامنے آ گئے ہیں جو کسی معاشرتی پابندی کو قبول کرنے پر تیار نہیں۔ منشیات کی … زندگی کا … ٹھہر کر رہ گئے … معاشرے کی … قدروں کو بھی پامال کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا سیلاب آج کل مشرقی ملکوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں یہ ہپی لڑکے لڑکیاں جو جوگی کہلاتے ہیں ان سے عام شہری تو واقف ہیں البتہ حکام کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال کچھ بھی ہو ہر درد مند پاکستانی کو چاہئے کہ مضرت کا احساس کرے۔ اب ہم مغربی معاشرے کی اس برائی کا ذکر کرتے ہیں جو انسانی … کی علامت ہے کہ اس تہذیب کا سورج غروب ہونے والا ہے اور یہ کہ "مادیت" اپنے انجام کے قریب تر آ گئی ہے۔

قارئین کو یقیناً حیرانی ہو گی کہ ماضی کی تہذیبوں کو خام قرار دینے والے اور خود کو انسانیت کے محسن قرار دینے والے آج شرم و حیا اور معاشرتی ضوابط کو اس حد تک طاق نسیاں بنا چکے ہیں کہ ان کی نظر میں بیویوں کا باہمی تبادلہ زندگی کی مسرتوں کا ماخذ بن گیا ہے۔ آج امریکہ میں ستر لاکھ جوڑے اس مکروہ رذیل فعل کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ایک دوست دوسرے دوست یا ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کی بیوی کو بالکل ایسے مانگ لیتا ہے جیسے ہمارے عام گھرانوں میں ضرورت پڑنے پر نمک مرچ یا ترکاری وغیرہ منگوا لی جاتی ہے اور بیویوں کے باہمی تبادلے کی یہ لعنت امریکہ میں کچھ اس تیزی سے پھیل رہی ہے کہ اب وہاں … اس کو موضوع بنایا گیا ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ امریکی معاشرے میں یہ لعنت جنگل کی آگ کی طرح معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے اور جو لوگ امریکی تہذیب کی اس نئی قدر پر عمل پیرا ہیں۔ وہ تو بیاہتا جوڑوں کو … اور … کہنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ ایک امریکی کے مطابق اس موضوع پر امریکہ میں تین سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ایسے جوڑوں کی دیدہ دلیری کا ثبوت وہ اخباری اشتہارات ہیں جن میں کوئی جوڑا اپنی عمریں بتانے کے بعد انہی عمروں کے حامل کسی بھی دوسرے جوڑے کو دعوت ملاقات دیتا ہے۔ آسانی کی خاطر کلبوں کا وجود بھی ملتا ہے جہاں مخصوص اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں۔ "فرنچ آرٹ" ______ اور "گریک کلچر" بھی ایسی ہی اصطلاحیں ہیں۔

ایک امریکی ماہر عمرانیات کا کہنا ہے کہ … کی حیثیت … اس کو برداشت نہیں کر سکتی یہ لعنت صرف متوسط طبقے میں موجود ہے اور ایسے اوسط گھرانے کی آمدنی چھ ہزار ڈالر سالانہ ہے۔ ان میں سے اکثر روٹری کلب کے رکن ہیں ان کی بے شرمی ملاحظہ کریں۔ وہ نکتہ چین حضرات کو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارا اخلاقی ضابطہ … کہ ہم لوگ دیانت دار ہیں۔ ہم میاں بیوی یہ … ایک دوسرے سے چھپ کر نہیں کرتے بلکہ باہمی اشتراک سے

(باقی صفحہ [illegible] پر)

دورِ حاضر کے مسائل

(جناب شجاعت علی صدیقی)

[illegible] قرآن کریم [illegible] لیکن [illegible] کے سامنے پیش کیا [illegible] ذہن میں [illegible] جو [illegible] تبدیلی ہو چکی [illegible] پیدا کرنے لگے۔ [illegible]

کا پھیلاؤ پر توجہ نہیں ہوتی ہے۔ لیکن عوام تک ان چیزوں سے دلچسپی لیتے ہیں اور اخبارات کی اشاعت [illegible] غیر مستند سے ہوتی ہے۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ جیسے جیسے [illegible] کی آمدنی ہوتی ہے [illegible] میں اضافہ ہوتا ہے۔ [illegible] ہوتے ہیں اور کس قدر [illegible] اخلاق کی وجہ سے ہوتی ہیں اس کا حساب تو پولیس کا محکمہ ہی لگا سکتا ہے۔ تاہم یقینی ہے کہ جرائم کسی بزرگ کے [illegible] انسان کے جسم میں دو پہلو ہیں۔ ایک خارجی ہوتا ہے تو انسان جرم پر مجبور ہو جاتا ہے اور دوسرا جب مجبور ہوتا ہے تو وہ جرم پر [illegible] کچھ جرائم اخلاق کی وجہ سے ہوتے ہیں اور کچھ جرائم شہرت کی وجہ سے۔

غور طلب یہ امر ہے کہ کیا جرائم کا تذکرہ اور مجرموں کے ساتھ اور مجرموں کی تصاویر کو روزانہ شائع کرنے سے جرائم میں اضافہ ہوتا ہے

سے پہلے کی [illegible] ابھی چند سال قبل جب کسی جگہ قتل کی واردات ہو جاتی تھی تو مدتوں اس کا تذکرہ رہتا تھا اور پوری بستی پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی لیکن کیا اب بھی وہ کیفیت ہے؟ اس سلسلہ میں یہ بھی دعوتِ فکر ہے کہ سینما کے پردے پر پیش کی جانے والی قتل و غارت گری کے [illegible] کس حد تک نوجوانوں کے ذہنوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انقلابِ جرائم میں ان کا کیا حصہ ہے؟

کتنے ہی عوامل ہیں جو آج انسانی خون کو ارزاں کر رہے ہیں۔ اور جب تم غور کرو گے تو بے شمار عوامل معلوم کر لو گے۔ لیکن سب سے بڑا سبب خود یہ مادی تہذیب ہے جس نے انسان کے دل سے آخرت کا خوف نکال دیا ہے۔ اب انسان کے ذہن میں یومِ حساب کا کوئی تصور باقی نہیں۔ یہ مغربی تمدن جو ہر طرف سے انسانیت کو طوفان کی طرح گھیرے ہوئے ہے، تاریخ میں سب سے بڑی لعنت ہے آج اس کی موجیں پہاڑ کی طرح بلند ہو کر اپنے اقتدار اور تہذیب کو بہائے لے جا رہی ہیں اور مادیت پرستی کی ایک تہہ ہر چیز پر جمتی جا رہی ہے۔ ہر شخص خواہ وہ آسودہ حال ہو یا بدحال خود اپنے تخیل کا شاکی ہے اور خود سے [illegible] پراگندہ خیال ہے۔ زندگی کی دوڑ میں کچھ افراد آگے نکلتے ہیں اور کچھ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ابتدا سے یہی ہوتا آیا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ تم سرمایہ دارانہ نظام قائم کرو یا اشتراکی نظام یہ دوڑ اسی طرح رہے گی۔ لیکن جب تم اپنی پوری توجہ معیارِ زندگی بلند کرنے پر مرکوز کر دیتے ہو جب صبح شام اٹھتے بیٹھتے اس کا پرچار کرتے ہو تو اس کا نتیجہ نکلتا ہے کہ آخرت کے تصور سے بیگانہ افراد حسد و رشک کے زخم خوردہ ایسے چکر میں پھنس جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ عام بے اطمینانی اور انقلاب کی خواہش میں ظاہر ہوتا ہے۔

انقلابِ فرانس اور رابرٹ کینیڈی کا قتل :-

تم خود سے دیکھو یہ ایک [illegible] ہیں۔ کیا امریکہ کی خوشحالی میں کسی کو شک ہے؟ کیا فرانس کی موجودہ خوشحالی میں کسی کو کلام ہے؟ حقیقتاً یہ مادی تہذیب کا [illegible]

عذابِ قبر کا انکار :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے

ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب اس امت میں کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو رجم کا اور دجال کا انکار کریں گے اور قربِ قیامت میں سورج کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کا انکار کریں گے۔ عذابِ قبر کا انکار کریں گے اور شفاعت کا انکار کریں گے اور [illegible] جل کر اس سے نجات پانے والوں کا انکار کریں گے۔

قرآن سے شبہات :- حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عنقریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے [illegible] سے شبہات پیدا کر کے تم سے جھگڑا کریں گے انہیں سنت سے پکڑو کیونکہ سنت سے واقف حضرات کتاب اللہ کے معنی و مفہوم کو خوب جانتے ہیں۔

انسانی خون کی ارزانی :- ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ان بین یدی الساعۃ [illegible] الھرج

[illegible] لوگوں کے ہاتھ [illegible] تم روزانہ اخبارات میں قتل و غارت گری کے واقعات دیکھتے ہو [illegible]

نہ چلّوں سے چلے آہ و فغاں تیرِ دعا بن کر

(حسن احمد زبیری)

عنانِ سلطنت دی ہے فلک نے ایسے ہاتھوں میں | جنہیں رخشِ حکومت کی نہیں معلوم جولانی
بسر کی ہر نفس نے زندگی صدیوں غلامی میں | وہ کیا جانیں جہانگیری وہ کیا جانیں جہانبانی
عبث ہے ان سے امیدِ عطا پروری کرنی | یہ بھیڑ کے بھیڑیے اور ان سے بھیڑوں کی نگہبانی
وہی ہیں کارفرما آجکل قصرِ حکومت میں | کبھی عزت سمجھتے تھے جو اسکے در کی دربانی
بھرے گھر دوستوں کے دشمنوں نے کر دیئے ویراں | جدھر دیکھو نظر آتی ہے ویرانی ہی ویرانی
تماشہ دیکھتا ہے ایک عالم اور ہنستا ہے | حریفوں کے ادھورے [illegible] کی گرانجانی
جو قومیں حد سے بڑھ جاتی ہیں گر کر ہیں آخر میں | اسی کی ہیں مثالیں آج جرمن اور جاپانی
نہ وہ زندہ رہیں گی اور نہ جینے کا انہیں حق ہے | فنا ہو جائیں جن اقوام سے اخلاقِ انسانی
گیا برباد تختِ آصفی جس سے ہوا باور | سنا کرتے تھے جو افسانۂ تختِ سلیمانی
یہی وہ ملک ہے جس سے ہزاروں فیض پاتے تھے | خدا رحمت کرے آخر جو ان فیضوں کے تھے بانی
یہی مرکز تھا قوموں کا مگر افسوس اب ہیں یاں | نہ ترکی ہے نہ تاتاری نہ ایرانی نہ تورانی
یہی تھی وہ حکومت جسکے میدانِ عدالت میں | برابر تھے سب ہی ہندو مسلماں گبر و نصرانی
دکن کی حکمرانی ایک دولت تھی مگر ہم نے | نہ اسکی کچھ حفاظت کی نہ اسکی قدر ہی جانی
رئیسوں کی سیاہ کاری ندیموں کی سیاہ بختی | مشیروں کی کم اندیشی رضاکاروں کی نادانی
امارت کی تنگ ظرفی وزارت کی سبکسری | حکومت کی گرانگوشی سیاست کی تن آسانی
ادیبوں کی غلط نظمیں دبیروں کی غلط شرحیں | جریدوں کی غلط خبریں خبرداروں کی حیرانی
اسی نے کر دیا برہم نظامِ ملک و ملت کو | زوالِ سلطنت کے تھے یہی اسبابِ پنہانی
کھڑے سب دیکھتے ہی رہ گئے لٹتی رہی دولت | مدد کے واسطے آئے نہ اجمیری نہ گیلانی
نہ چلّوں سے چلے آہ و فغاں تیرِ دعا بن کر | نہ درگاہوں کے گنبد سے اٹھا شورِ دعا خوانی

ہے۔ تو وہ دیکھ رہا ہے کہ آج دنیا میں انسانیت کو تباہ ہوتے دیکھ رہا ہے۔ اس کی تہہ میں کیا امر مخفی کو نظر ہے بس ضرورت ہے کہ تم مغرب و مشرق میں جو حیوانیت کی جارحیت اور حیوانیت کی منظر دیکھ رہے ہو کیا یہ ضرورت کا کرشمہ نہیں ہے یا عزت کا نتیجہ اس کی ادا ہے۔ عزت و حسن تو جب تک انسانیت اس مادی تہذیب کا شکار رہے حالت بد سے بدتر ہوتے جائیں گے۔

ہر تحریر یا تہذیب (Expansion) (Colonization) کا یہی انجام ہوا ہے کہ وہ محض ہستی سے شادی کی۔ سعادت کا تصور چھوڑ کر انسانی نفس پرستی، عیش و آرام کی زندگی کی طلب میں ایسا منہمک ہو جاتا ہے کہ جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل بن جاتا ہے۔ دیکھئے ایک دنیا پر اس کو غور کی سے آپ دیکھئے جس قدر خوانخواہی سے ایک فرد دوسرے فرد سے یا ایک قوم دوسری قوم سے پیش آتی ہے۔

صرف اسلام کے دامن میں اقوام عالم کو سکون مل سکتا ہے	سعادت کا تصور تو کم و بیش ہر مذہب میں ہے لیکن

اسلام نے حقیقی اہمیت سعادت کو دی ہے اور جس خوبصورتی سے دین و دنیا میں توازن قائم کیا ہے اس کا عشر عشیر بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ اسلام کا معاشی نظام اور تقسیم کا ایسا ذریعہ ہے کہ جس میں نہ اشتراکیت کی زبردستی ہے نہ سرمایہ دارانہ نظام کی بے راہ روی۔ یہ اسلام ہی کا معاشی نظام ہے جس کے ذریعہ ملت کی ہر رگ میں مساوات کا خون پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی انسانیت کے درد کا مداوا ہوتا ہے۔ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام سود و سٹے کی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے اور اس کو فنا کی تجویز وہ ہی ہے جو سامنے آرہا ہے یعنی پھر تو فلاحی مملکت (Welfare State) کا تصور اشتراکیت کی طرف ایک قدم ہے جس سے مریض سنبھالا تو جا سکتا ہے لیکن صحت سے دور رہتا ہے۔

اے دعوت ایمان کو قبول کرنے والو سوچو آج تم اپنے فرض منصبی سے غافل ہو کر کبھی اشتراکیت کی طرف جاتے ہو کبھی سرمایہ دارانہ نظام کی پیروی کرتے ہو کبھی اسلام میں سوشلزم کا پیوند لگاتے ہو۔ تم بھی تو خیر امت ہو، پیغام الٰہی کے امین تھے، تم ہی تو خیر امت بنائے گئے تھے کہ تم دنیا کی قیادت سنبھالو گے تمہارے ہی دامن میں اقوام عالم نے ایک ہزار سال تک امن و سکون کی زندگی بسر کی تھی کیا یہ تمہاری غفلت کا نتیجہ نہیں کہ آج دنیا میں فساد پھیل گیا ہے اور تم شمع ہدایت کو چھوڑ کر مغرب کے اندھیروں میں شامل ہو گئے ہو۔

تم اب تک سوتے رہو گے؟ تمہاری ہی غفلت نے مغرب و مشرق کو تباہی کے غار پر پہنچا دیا ہے۔ اگر اور دیر کرو تو نہیں بچا سکتے تو کم از کم خود تو بچ جاؤ۔

بجٹ

تم پچھلے دس سال کی تاریخ اٹھا کر دیکھو اور جیب سے بلا روک ٹوک معرب تہذیب و اقتصادیات کی عمارت کھڑی کی گئی ہے تو ہر سال قیمتوں میں اضافہ ٹیکس کی رقم میں اضافہ اور افراط زر سے دوچار ہونگے۔ یہ سلسلہ تم کو ہر ملک میں نظر آئیگا جہاں جہاں سرمایہ دارانہ نظام قائم کیا گیا۔ پچھلے بیس سال سے اس میں فلاحی مملکت (Welfare State) کا تصور اور شامل ہو گیا ہے جس کی وجہ سے حالات میں سرعت پیدا ہو گئی ہے۔ اب چند سال پہلے کی قیمتیں افسانہ نظر آتی ہیں اور سلسلہ اسی صورت سے جاری ہے گا۔ منصوبہ بندی (Planning) اور فلاحی مملکت کے تصورات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جتنے فلاحی کاموں کو حکومت اپنے ہاتھ میں لے گی جس قدر منصوبہ بندی ہو گی اسی قدر حکومت کا دخل ہر ایک کی روزمرہ زندگی پر پڑے گا اسی قدر ٹیکس میں ترقی ہو گی اور اسی حساب سے گورنمنٹ کو ٹیکس کے ذریعہ خرچ پیدا کرنا پڑے گا۔ ترقی پذیر ملک پر یا ترقی یافتہ در حقیقت منصوبہ بندی اور سرکاری عمل و دخل اشتراکیت (Socialism) کی طرف ایک قدم ہے، فرق صرف کم و بیش کا رہ جاتا ہے۔ الغرض ملک میں رشوت وہ بیماری بھی معراج پا جائے تو عوام کی زندگی تلخ ہو کر رہ جاتی ہے۔ ایک حدیث کا جز ہے کہ جس قدر رشوت زیادہ ہو گی اسی قدر قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔ بظاہر دونوں میں تعلق نظر نہیں آتا لیکن اگر غور کرو تو اس تعلق کو با آسانی معلوم کر لو گے۔ تاجر رشوت دے کر قیمت بڑھانے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ عوام ہی سے وصول کرے۔ جب قیمتیں بڑھتی ہیں تو رشوت کی مقدار بھی بڑھتی ہے یوں ایک حلقہ (Vicious Circle) قائم ہو جاتا ہے جس کو توڑنا مشکل ہوتا ہے۔

اے دعوت ایمانی کو قبول کرنے والو کیا تم نے توجہ کی ہے کہ اسلام کے احکام کو ہر شعبۂ زندگی میں روگردانی کرتے رہو گے اور خود ہی پریشانیوں کا شکار ہوتے رہو گے۔

یک سبد پھول تھا نیزۂ سر
تو بھی ہوئی سب ناں و دو بر

اسلامی قانون کی تدوین ۔ اہل نظر کی آراء

یہ کتاب یقیناً اسلامی زندگی بسر کرنے کے خواہاں احباب کیلئے مفید ہو گی!

ہفت روزہ قندیل لاہور

اسلامی قانون کی تدوین

مصنف: مولانا امین احسن اصلاحی

صفحات: ۱۹۰

کتابت و طباعت بہترین

قیمت مجلد ۳ روپے۔ غیر مجلد ۲ روپے

ناشر: مکتبہ جماعت اسلامی البرٹ کالونی لاہور

اسلامی زندگی بسر کرنے کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے۔ عام سیدھی سادی گھریلو زندگی ہو یا معاشرتی زندگی کے لئے بھی اس میں قواعد و ضوابط ملتے ہیں۔ اور جو ہے پیدائش پر قوانین کا ایک مکمل ضابطہ دیا ہے۔

اسلام کی تاریخ میں شروع ہی سے اسلامی قوانین کو منضبط کرنے کی کوشش جاری ہیں اپنے اپنے زمانے کے امور علما رفقا باقی

اسلامی احادیث کے اسلامی قوانین کو تفصیل کیا زیر نظر کتاب۔ اسلامی قوانین کی تدوین میں پہلے عام انسانی قوانین کا بنیادی فرق واضح کیا گیا ہے۔ پھر مصنف نے اسلامی قوانین میں حرکت و ارتقا کی موجودگی کو ثابت کیا ہے۔ اسلامی قوانین کے ماخذ کا باب دلچسپ و مفید ہے کہ بھی ایک باب میں بیان کیا ہے۔

اجتہاد کے مسئلے پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ دو ابواب موجود ہیں۔ اسلامی قوانین کے حدود کے بارہ میں ہے۔

اس مختصر سی کتاب میں ان سب باتوں کو بڑی احتیاط سے جمع کر دیا گیا ہے۔

یہ کتاب یقیناً اسلامی زندگی بسر کرنے کے خواہاں احباب کے لئے مفید ثابت ہو گی۔

آہ محمد نواز مرحوم

محمد اسلم سیف فیروزپوری

جو یہاں آیا ہے وہ ضرور جائے گا یہاں آنا ہی جانے کی تمہید ہے جب یہاں انبیاء اور اولیاء اور علماء و صلحاء جیسی عظیم اور مقدس ہستیاں باقی نہیں رہیں۔ جب ہر شخص کا انجام موت ہے اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی شخصیت بھی موت سے آہنی اور مضبوط قلعہ سے بچ نہیں سکی اور نہ ہی کسی کو موت سے مفر ہے۔ بات در اصل یہ ہے کہ بعض موتیں اپنی آغوش میں ایسی یادیں لئے ہوئے آتی ہیں یا اپنی خاندانی کی ایسی تلخ یادیں چھوڑ جاتی ہیں کہ ایک وقت تک بیتنے کے باوجود بھی انہیں بھلایا نہیں جا سکتا اور ان کی یاد ایک عرصہ تک تڑپاتی رہتی ہے۔ کچھ اسی قسم کی موت مرحوم محمد نواز کی ہے جنہیں مرحوم لکھتے وقت قلم کانپتا اور دل لرزتا ہے۔ یہ گل رعنا دیکھتے ہی دیکھتے چشم زدن میں مرجھا گیا اور یہ جنت الکلیہ نوجوان آنکھوں ہی آنکھوں نہ صرف آنکھوں سے اوجھل ہو گیا بلکہ موت کی آغوش میں چلا گیا اور افسوس تو یہ ہے کہ ابھی ان کی جوانی کا آفتاب نصف النہار پر ہی تھا کہ رخشندہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم محمد نواز میرے حقیقی چچا زاد بھائی تھے جو ابھی کوئی انیس بیس کے پیٹے میں ہوں گے حلقت اور حسن و جمال کے لحاظ سے جیسے خوبصورت نوجوان تھے صبر و رضا، تحمل و برداشت، خوش اخلاقی اور والدین کی خدمت کے اعتبار سے نہ صرف متعدد ملکوتیت بلکہ خوبیوں کے مالک تھے ۔۔۔ مرحوم محمد نواز ۲۰ جولائی ۱۹۶۵ء کو راہی ملک عدم ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔۔۔۔

ہم نے ہمیشہ نیک آرزوؤں کا مظہر و دل تمناؤں کا نتیجہ اور بڑھاپے کا شاندار سہارا سمجھے ہوئے تھے لیکن افسوس میرے چچا اس سے محروم ہو گئے اور ہمارا سارا خاندان اس صدمہ جانکاہ سے بہت متاثر ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا کرے۔

میں تمام احباب اور دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے خاص اوقات میں مرحوم کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں اور مرحوم کی نماز جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

[ادارہ اسلم سیف صاحب اور مرحوم کے والد گرامی کے دکھ میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ مرحوم کو خدا اپنی رحمتوں سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین]

سلف کا شوق علم

مرتبہ: [illegible]

(یہ مضمون اس لئے لکھا گیا ہے کہ ہمارے نوجوان اس سے سبق حاصل کریں)

- علم ایک ایسا خزانہ ہے جس کی انتہا کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔
- علم ایک ایسا چشمہ حیات ہے جس سے کوئی پی کر سیراب نہیں ہو سکتا۔
- علم ایک ایسی متاع ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا۔
- علم ایک ایسا نور ہے جو [illegible]
- علم ایک ایسا زیور ہے جو انسان میں خود شناسی اور خدا شناسی کے صفات پیدا کرتا ہے۔
- علم ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے قوم کی [illegible] کی جا سکتی ہے۔
- علم ایک ایسا جوہر ہے جو ہر فرد کو کامیاب اور پرسعادت زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔
- اس کے ساتھ دینی علم وہ سرمایہ حیات ہے جو طہارت، عمل اور پاکیزگی کا ذریعہ اور دنیا اور آخرت کے لئے وسیلہ بنتا ہے۔

اسلام نے بھی علوم و فنون کے حصول کے سلسلے میں دلکش انداز میں دعوت دی ہے۔

"اطلبوا العلم ولو کان بالصین"

علم حاصل کرو خواہ وہ چین میں ہے۔ اور دوسری جگہ [illegible] پیغمبر اسلام نے [illegible] طالب علمی کے تعین کے سلسلہ میں بتایا۔

"اطلبوا العلم من المهد الى اللحد"

پنگھوڑے سے قبر تک علم حاصل کرو۔

ان ارشادات کے پیش نظر ہمارے اسلاف نے جس طرح ان پر عمل کیا تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ سلف صالحین کے شیدایان علم کے ذوق و شوق اور تڑپ کا ذکر اس دلسوزی سے کرتا ہے کہ ان کی [illegible] آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے (بقول شاعر)

یہ تقاضا ہے [illegible] کا عالم
کو [illegible]
کسی طرح [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سلف کا شوق علم

گزشتہ زمانے میں نقل و حمل اور وسائل سفر بالکل محدود تھے، [illegible] علوم و فنون کے حصول کے لئے شائقین علم کو لمبے لمبے سفر اور دور دراز مقامات کے سفر کرنا پڑتے تھے، کیونکہ علوم کی درسگاہیں ہر جگہ نہیں تھیں اور [illegible] ہر شہر میں مشہور محدثین اور علماء موجود نہ تھے، مختلف شہروں میں علماء کو گراں قدر دولت [illegible] تھی۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے بیرون ملک کا سفر کیا [illegible] کی سیاحت کی جہاں جہاں بھی ان کو احادیث کا پتہ چلا۔

امام دارمی نے طلب حدیث میں حرمین، عراق، خراسان، شام اور مصر کا سفر کیا۔

حافظ ابن منصور نے حدیث کی سماعت میں [illegible] سے مکہ، مدینہ، بغداد، دمشق میں [illegible] طرابلس [illegible] مصر اور [illegible] سے جاکر اور بیت المقدس میں جاکر اور یہ مقامات ایک دوسرے سے سینکڑوں اور ہزاروں میل کی مسافت پر واقع تھے۔

[illegible] اس وقت کی [illegible] جیسے کہ اور زادِ راہ نہ تھے مگر انہیں بھی شوقِ علم نے [illegible] بلکہ اس کی جستجو میں قریہ قریہ شہر شہر [illegible] پھرتے رہتے اور [illegible] سماعت کے شوق میں جو گھر سے نکلے تو [illegible] برس اور بعد کو سفر طے کیا، اور حافظ حدیث بن کر [illegible] واپس ہوئے۔

نوجوان عالمان علم و فن

شیخ [illegible] عمر میں [illegible] اور [illegible] ہو چکے تھے۔

امام [illegible] کی کل عمر [illegible] سال کی تھی جس میں وہ امام [illegible] گئے تھے۔ ان کی بابت ابن خلکان لکھتے ہیں۔

"تمام عمر ان کی شادی نہیں ہوئی۔ اور دم آخر تک پیش نظر بھی طلب علم اور مباحث علمیہ اور کچھ نہیں رہا۔"

جلال الدین [illegible] اٹھارہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔ اور [illegible] تاریخ، فقہ، منطق، فلسفہ، الٰہیات، تصوف، [illegible] طب، [illegible] وغیرہ تمام اسلامی علوم و فنون میں انہوں نے تبحر اور استعداد بہم پہنچائی۔ اور کمال حاصل کیا۔

علامہ [illegible] کے متعلق لکھا ہے کہ:

انہوں نے [illegible] قرآن شریف حفظ [illegible] فن [illegible] طب [illegible] حاصل کی۔

اور اسی سلسلے میں ان کتابی علوم کے متعلق تمام علوم کی تکمیل کی۔ چودہ برس کی عمر میں [illegible] حاصل کی اس کے بعد طب اور فلسفہ [illegible] حاصل کیا۔ وہ منطق، ریاضی، علوم [illegible] منطقی کے بڑے [illegible] صرف [illegible] بلکہ علوم نجوم میں بھی [illegible] اور علم موسیقی میں بھی [illegible] کامل دستگاہ حاصل کی یہ جملہ علوم انہوں نے اپنی عمر کے بیسویں سال میں ختم کر لئے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر زبانوں کے [illegible] اور عربی زبانوں پر بھی عبور رکھتے اور فارسی کے اشعار بھی کہتے تھے۔

یہ مختصر واقعات اور داستانیں ہمارے نوجوانوں کے لئے مشعل راہ اور سامان عبرت ہیں، جو دنیا کے ہر چار [illegible] بیٹھ جاتے ہیں۔ اسے کو [illegible] ہیں حالانکہ [illegible] علم [illegible] جائے گی [illegible]

[illegible]
[illegible]

بقیہ [اداریہ]

شخصیت پر [illegible] حملہ کیا گیا جن کی دینی سے محبت، دین کے لئے قربانی، ملک و ملت کی خدمت نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے مابین اخوت و اتحاد کی اسلامی فضا کو عام کرنے میں ان کا جذبہ [illegible] اور لاکھوں انسان ان سے عقیدت رکھتے ہیں ان کے خلاف یہ سوچی سمجھی سازش [illegible] اور فتنہ پسندی کے باعث [illegible] نفرت کی خلیج کو وسیع کرنے کا باعث [illegible] کا عنوان اختیار کر لے۔

[illegible] یہ ہے کہ جامع مسجد [illegible] مختلف عنوانات کے تحت ہنگامہ ہوا ان میں [illegible] جنگ جس کا آغاز ان ذیل [illegible] کیا گیا [illegible] اس سے [illegible] صورت حال پیدا ہو جاتی ہے آج سے چند برس قبل مشہور قسم کے [illegible] حضرات کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی اور آخر کار ایک ہی فرقے کے ایک [illegible] کے قتل پر منتج ہوئی تھی۔

ان دو مختلف وجوہ کی بناء پر ہم [illegible] کی حکومت کے تمام شعبوں کے ذمہ داروں سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ بلا تاخیر اس تاریکی کا سد باب کریں اور قانون کو پامال کرنے والے حضرات کو [illegible] قانون کو حرکت میں لائیں، وہاں ہم [illegible] کے [illegible] علماء بالخصوص [illegible] حضرات میں سے مولانا معین الدین [illegible] شیخ الحدیث جامعہ قادریہ، مولانا [illegible] صاحب [illegible] صاحبزادہ محمود الحسن، صاحبزادہ [illegible] سے درخواست کریں گے کہ وہ اس فتنہ پسندی کے دروازے کو بند کرائیں اور تمام اسلامی عناصر کو باہم [illegible] کے راستے پر چلنے کی اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں۔

اسلامی اتحاد اور اسلامی فرقوں میں باہمی تعاون وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور اسے تمام مصلحتوں سے زیادہ اہمیت حاصل ہونا چاہئے۔ (جاری)

ترکی میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو رہی ہے

کمالی اصلاحات سے بیزاری، احیاء خلافت کا مطالبہ۔ سبز پرچم سے عقیدت
شاہراہوں پر مظاہرے
تجدد پسندوں اور اسلام دوستوں کی کشمکش
مشہور امریکی روزنامے کرسچین سائنس مانیٹر کے انکشافات

ــــ ترجمہ: سید ضیاء الحسن ایم اے ــــ

ترکی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی جو تحریک ابھر رہی ہے اس کے امکانی نتائج کا ترک عوام کا خاصا بڑا طبقہ متفکر ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک ترکی کو دو حصوں میں تقسیم کر دے گی جس سے ملکی استحکام خطرہ میں پڑ جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ پارلیمانی جمہوریت اس کا شکار ہو جائے۔

آزاد خیال علمی حلقے اس اسلامی جدوجہد کو ترک سماج کی جدید اور سیکولر بنیادوں کے لئے ایک خطرہ تصور کرتا ہے جنہیں اب سے تقریباً چالیس سال قبل ترکی جمہوریت کے بانی کمال اتاترک نے استوار کیا تھا۔

وزیر اعظم سلیمان ڈیمریل کی قدامت پسند حکومت اور ان کی حکمران جسٹس پارٹی ایسے کسی خطرہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اسلامی جمعیت کو کمال اتاترک اور یک جماعتی نظام کے تحت ابھرنے کا کوئی موقع نہیں ملا۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں پارلیمانی جمہوریت کے استحکام کے بعد رجعت پسندانہ خیالات ترکی سماج پر نمایاں ہونے لگے۔

عدنان مندریس کی قیادت میں چلنے والی اس وقت کی قومی حکومت نے جس کا تختہ ایک فوجی انقلاب کے ذریعہ ۱۹۶۰ء میں الٹ دیا گیا تھا اور عدنان کو پھانسی دیدی گئی تھی، کٹر مذہبی عناصر کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا تاکہ قدامت پسند دیہاتی عوام کی حمایت اور ان کے ووٹ حاصل کرے۔ موجودہ حکمران جسٹس پارٹی جو معزول شدہ ڈیموکریٹک پارٹی کی ترقی یافتہ شکل ہی سمجھی جاتی ہے انہیں راہوں کی پیروی کی وجہ سے متہم ہے جن پہ ان کے پیش رو گامزن تھے۔

اصلاحات کی نکتہ چینی

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کے نرم رویہ سے ترکی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے حامیوں کی ہمت افزائی ہوئی ہے۔

اکثر ائمہ مساجد نے اپنے خطبات میں اتاترک کی اصلاحات پر نکتہ چینی شروع کر دی ہے اور بعض نے کھلم کھلا اسلامی شریعت کو نافذ کرنے کی بات بھی کہی ہے کچھ لوگوں نے نیم عریاں لباس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے عورتوں کو آمادہ کیا کہ وہ یورپ کی اندھی تقلید کے بجائے اپنے آپ کو عریانی سے محفوظ رکھیں۔

اس ملک میں جہاں کہیں بھی کمال اتاترک کی تصاویر اور ان کے مجسمے نظر آئے ان کو توڑنے اور برباد کرنے کی متعدد اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

حالیہ مہینوں میں رجعت پسند اخبارات اور میگزین نکلنے لگے ہیں اور ان میں سے چند نے بلا جھجک مذہبی حکومت کے از سر نو قیام کا مطالبہ شروع کر دیا ہے متعدد کٹر مذہبی تنظیمیں بھی سرگرم عمل ہیں اور وہ برابر ایسے پمفلٹ اور اشتہارات تقسیم کر رہی ہیں جن کے ذریعہ چند دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ موجودہ آئین میں تبدیلی اور خلافت کی بحالی کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے جسے ۱۹۲۴ء میں ختم کر دیا گیا تھا ان تنظیموں کی سرپرستی پڑوسی عرب ممالک کی "الاخوان المسلمون" جیسی بعض مشہور جماعتیں کر رہی ہیں۔

بہت سے دیہاتوں میں مسلمان اساتذہ (جنہیں مقامی طور سے خواجہ کہا جاتا ہے) انتہائی بے سروسامانی کے باوجود سیکولر سرکاری اسکولوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ چونکہ ہر گاؤں اور قریہ میں حکومت سیکولر مدارس قائم نہیں کر سکتی ہے اس لئے کٹر مذہبی لوگوں کو کام کرنے کے لئے ایک اچھا میدان ہاتھ آ گیا ہے۔ بہت سے بچے انہیں خواجہ حضرات کے قائم کردہ اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اس ماہ کے شروع میں انقرہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کی ایک طالبہ کو دوپٹہ اوڑھنے کے جرم میں کلاس سے نکال دیا گیا تھا۔ اس پر پوری فیکلٹی آف تھیالوجی کے طلبہ نے ہڑتال کر دی اور ڈین فیکلٹی کو اپنا دشمن قرار دیتے ہوئے ان کے فوری استعفے کا مطالبہ کیا۔ یہ بحث عرصہ تک اخبارات اور پریس کا موضوع بنی رہی یہاں تک کہ جسٹس پارٹی کے ممبران نے پارلیمنٹ میں بھی یہ سوال اٹھایا اور اس لڑکی کی پرزور حمایت کی گئی ہے۔

سبز پرچم

متعدد تنظیموں نے جنہیں اپنی قوم پرستی اور روایات پر ناز ہے۔ ملک میں فروغ پاتی ہوئی کمیونزم اور بائیں بازو کی روز افزوں سرگرمیوں کے خلاف عوامی سطح پر مظاہرے شروع کر دیئے ہیں۔

انقرہ اور استنبول کی شاہراہوں پہ سبز رنگ کی جھنڈیاں لئے ہوئے مظاہرین اسلام کی سرفرازی کے نعرے لگاتے نظر آتے ہیں ــــ ان مظاہروں کا رخ کمیونزم سے زیادہ سیکولرزم اور تجدد پسندی کے خلاف ہے۔ دائیں بازو کی متعدد تنظیموں کی ایک کانفرنس میں بھی جو ابھی حال ہی میں برسا (BURSA) نامی مقام پر ہوئی تھی اتاترک کی اصلاحات اور سنہ ۱۹۶۰ء کے انقلاب کی شدید مذمت کی ہے۔ (بشکریہ تعمیر حیات)

جامعہ تعلیمات اسلامیہ قتل کیس کے ملزمان کو سزائے موت کا حکم

جرمانہ کی رقم مقتول استاد کے ورثا اور زخمی ہونے والوں کو ملے گی

لائل پور ۱۶ جولائی (اسٹاف رپورٹر) یہاں ایڈیشنل سیشن جج لائل پور مسٹر امیر اکبر خاں نے تعلیمات اسلامیہ جناح کالونی فائرنگ قتل کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے قتل کی پاداش میں لال خاں کو سزائے موت کا حکم سنایا ہے نیز لال خاں کو ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا ایک سال قید سخت اور مطیع خاں کو دو ہزار روپیہ جرمانہ یا دو سال قید سخت کی سزا بھی تجویز کی ہے جرمانہ کی رقم مقتول محمد خاں کے ورثا کو دیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ علاوہ ازیں دونوں ملزموں کو اقدام قتل کے جرم میں پانچ پانچ سال قید اور ڈھائی ہزار روپیہ جرمانہ یا عدم ادائیگی جرمانہ چھ ماہ قید مزید کی سزا دی ہے۔ پانچ زخمیوں مولانا محمود احمد، [illegible] امیر عالم، عبدالواحد اور مولانا بشیر احمد کو جرمانہ کی رقم دیئے جانے کا حکم دیا ہے [illegible] ہر زخمی شخص کو [illegible] ملے گا ہر پانچ زخمیوں کے بدلے دو سال قید مجموعی طور پر ہو گی لیکن سزائیں ایک وقت شروع ہوں گی اس سے سزائے موت سے پہلے پانچ پانچ سال قید کاٹنی پڑے گی اور اس عرصہ میں قید کی ساری سزائیں پوری ہو جائیں گی۔

یاد رہے کہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے کارکنوں ماسٹر محمد خاں اور مولانا محمد بشیر وغیرہ پر لال خاں اور مطیع خاں نے فائرنگ کر کے خوف و ہراس پھیلا دیا۔ ماسٹر محمد خاں موقع پر شہید ہو گئے اور مولانا محمد بشیر، مولانا محمود احمد اور تین طالب علم زخمی حالت میں ہسپتال پہنچائے گئے جو بعد میں صحت یاب ہو گئے۔ تنازعہ کرکٹ کا گیند پھینکنے پر ہوا تھا۔ ملزمان [illegible] ہو گئے تھے۔

بقیہ: مغرب زدہ تہذیب کا رنگ

سے کر تعلق پیدا ہو، کہا جاتا ہے شادی اور گھر بار کر تحفظ دینے سے ہوں۔ حضرت مریم کی مجبوری اور ان کے ارکان کی سوچ نے ہماری سوچوں کا رخ اس ایرانی بادشاہ کی طرف کر دیا جس نے ہزاروں برس قبل اسی طرح دربار لگایا اور عورتوں کو اس کی کثرت سے متعلق ایک فتویٰ فیصلہ ہمارے بازاروں کو دے دیا۔ ایک درباری نے جرأت کر کے بادشاہ کے چہرے پر بھی نگاہ کی طرف اشارہ کیا تو وہ شاہد فنا کیا۔ یہاں تہذیب کی طرح بھی قوم کی حکمت ہے جس کے بعد اس قوم میں مرد ہوا، اتنی پھیل گئی کہ یہاں تک کہ معاشرے کی تمام اقدار مستر لزل ہو گئیں۔ اس تہذیب والے ہیگانہ روگ حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں کہ جب فطرت نے اپنا عمل پورا کیا، آج اس قوم کا نقش کتنے بگڑ رہے ہیں۔ نہ صرف بادشاہ رہا، ڈھکا اور نہ ہی بچیوں کو اپنانے والے، دوسرے افراد ہمارے لئے اس تاریخی حقیقت میں سبق پوشیدہ ہے اور ہم آسانی کے ساتھ اس معاشرے کے انجام کا اندازہ لگا سکتے ہیں جس میں یہ برائی آج پھر جڑ پکڑ سکتی ہے۔

اندھی تقلید کیوں؟

ان تمام ترصر دوسات کے پیش کئے جانے کا مقصد وحید یہ ہے کہ آج ہم پاکستان میں سے بھی اکثر جدید روشنی کے دلدادہ آنکھیں بند کر کے اسی تیز رفتار دوڑ میں شریک ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہم نے لباس کی تراش خراش میں مغرب کی تقلید کی، جرائم میں اس حد تک رنگ میں رنگ گئے، دین اسلام میں مسلک خود بغاوت کو اپنایا، جس سے مغربی معاشرہ میں ذہنی انتشار کو جنم دیا سکے ہمارے ہاں بھی ایسے لوگ ملیں گے جو زندگی کی ان مصنوعی یعنی غیر فطری حدود کو برقرار رکھنے کی خاطر جلنے کیا کیا بیماریاں نہیں کرتے۔ رشوت خوری، زیادہ منافع کا رجحان اسی بات کی علامت ہے کہ لوگ معیار زندگی کی خاطر ظلم و تشدد اور استحصال کو وسیلہ بنا کر خود غرضی اور جھوٹی بڑائی کے زعم میں مبتلا ہیں۔ ہمارے ہاں تفریح کا انداز بھی مغربی سانچے میں ڈھل چکا ہے۔ آج تفریح کا مقصد پاکیزگی اور تعمیر نہیں بلکہ جنسی تلذذ اور مادی دلچسپیاں، ٹیلی ویژن شو کی تقریبات میں خواتین کو ترغیب دینے کے لئے جیسے مغرب سے آ رہے ہیں ... سیر گاہوں کے بار روم، بیاس کے نادب ادب اور شبوں کے نیم عریاں رقص، یہ سب مغربی امداد کے ساتھ ہمارے ہاں آئے۔

مقام شکر ہے کہ پاکستانی عوام کی اکثریت ان لعنتوں سے دور ہے اور وہ ان کے خلاف نفرت کا جذبہ بھی رکھتی ہے۔ لیکن ترغیب و تحریص کے یہ اڈے پھیلتے گئے والے روز اپنا حلقہ وسیع کرتے چلے جائیں گے۔ اگر ہمارے درد مند با اثر اور با اختیار لوگوں نے جلد ہی ان برائیوں کی بیخ کنی کے اقدامات نہ کئے تو خدشہ ہے کہ برائی کی طرف مائل ہمارا معاشرہ بالکل مغرب کے رنگ میں رنگا جائے گا اور ہمیں یقیناً اس کی قیمت چکانی پڑے گی۔

بقیہ: (وحدت امت کیسے ہو؟)

آیا تھا مگر ہم نے اس سے تفریق، تحزب، گروہ بندی، اور پارٹی سازی کا کام لیا اور تاویل سے اسے خانہ ساز مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ ہر شخص قرآن کے علم و معرفت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اسے اپنے مفاد و مقاصد میں مقید کرتا ہے۔ کل حزب بما لدیہم فرحون۔ ہر کسی نے قرآن کے نص کو دلیل بنانا چاہا مگر جس جماعت سازی سے اس کی ذرہ نصیحت نہیں۔ آہ قرآن نے اتحاد کا نسخہ شفا ہمیں دیا تھا، ہم نے اسے وجہ بیماری بنا لیا۔

مرض تبخیر معدہ یا گیسٹرک ٹربل

علامات مرض:۔ مریض کو قبض رہتا ہے کبھی اسہال آتے ہیں، پیٹ جلدی بھاری ہو جاتا ہے، بھوک کم لگتی ہے، کھٹے ڈکار آتے ہیں، معدے سے آنتوں سے گیس اور بخارات دماغ کو چڑھتے ہیں، بیشتر بخارات شدید ہو جاتے ہیں، اعصاب دماغ تک پہنچتے ہیں، سمعی، بصری اور سونگھنے کی قوت جواب دے جاتی ہے۔ مریض کو ہر قسم کا وہم ہو جاتا ہے اور ذرا ذرا سی بات پر دل گھبراتا ہے، دماغ میں خشکی اور گرمی آ جاتی ہے، مریض ایسا محسوس کرتا ہے جیسے معدے سے دھواں اٹھ کر دماغ کی جانب چڑھ رہا ہے، اعصابی کمزوری بھی ہوتی ہے۔

علاج:۔ حب تبخیر معدہ چالیس گولی ۱۰/۵ روپے

حکیم محمد عبداللہ پرنسپل مسیح الملک طبی کالج چوک ... لاہور

فلم خانہ خدا کی نمائش ممنوع قرار دی جائے

لائلپور۔ انجمن اصلاح نوجوانان اسلام کے صدر مولوی نذیر محمد نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ ایرانی فلم "خانہ خدا" کی نمائش ملک بھر میں ممنوع قرار دی جائے۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے اسے سینما کے پردہ پر پیش کرنا حج کے فریضہ کی انتہائی شرمناک بے حرمتی ہے مزید براں اس فلم میں عورت کا چہرہ کھلا رہتا ہے اور فلم میں ایسا منظر پیش کرنا اور دیکھنا شرعاً سخت ممنوع ہے۔ مولوی نذیر محمد نے کہا کہ فلم "خانہ خدا" لوگوں کو توہین اسلام، توہین صحابہ اور توہین خدا و رسولؐ کی حد تک پہنچانے والی ہے۔ اس سلسلہ میں ملک بھر کے علماء کرام نے فتویٰ جاری کر دیا ہے کہ فلم "خانہ خدا" دیکھنا بالکل حرام ہے۔ انہوں نے مسلمانان پاکستان سے اپیل کی ہے کہ فلم خانہ خدا کا مکمل بائیکاٹ کریں اور کسی صورت بھی یہ فلم نہ دیکھیں، اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈریں۔ مولوی نذیر محمد نے کہا کہ جب فلم ساز ضعیف الاعتقاد مردوں اور عورتوں کو حج فلم کے نام پر سینما گھروں میں لا کر ان کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرنے کا انوکھا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ جن لوگوں نے کبھی سینما نہیں دیکھا تھا ان کو حج فلم کے بہانے فلم بینی کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ اور حج بیت اللہ کی کشش مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ اس طریق کار کا سختی سے تدارک کیا جائے۔ مولوی نذیر محمد نے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانان لائلپور کی اکثریت نے فلم خانہ خدا سے کنارہ کشی کر کے ایک مستحسن اقدام کیا ہے۔ فلم سے ان کی عدم دلچسپی اور بیزاری کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ سینما والے اب اپنے گاہکوں کی تلاش میں رکشا پر لاؤڈ سپیکر نصب کر کے کوچہ کوچہ پھر رہے ہیں۔ انہوں نے مقامی شہریوں سے بھی پرزور اپیل کی ہے کہ وہ اس فلم کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

(عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر پبلشر نے پاکستان الیکٹرک پریس لائلپور سے چھپوا کر دفتر المنبر جناح کالونی لائل پور سے شائع کیا)